صابر رضا

بڑھ رہے ہیں مکانوں کے سائے رضا! دھوپ ڈھلنے لگی ہے
خیر سے رات کٹ جائے مانگو دعا دھوپ ڈھلنے لگی ہے
ہم رکے تھے کہ سستائیں کچھ دیر پھر راستہ اپنا لیں گے
اب مسافت کا باقی کہاں حوصلہ دھوپ ڈھلنے لگی ہے
دھیرے دھیرے درختوں کے سائے نکلنے لگے بستیوں کو
چھپ رہا ہے اندھیرے میں ہر راستا دھوپ ڈھلنے لگی ہے
مضطرب ہو گئے ہیں پجاری سبھی چڑھتے سورج کے کیسے
مِل کے کرنے لگے ہیں کوئی مشورہ دھوپ ڈھلنے لگی ہے
جانے مجھے کیوں جھوٹا سا لگتا ہے اس پر یقین ہی نہ آئے
سہ پہر کو کہے جب ہمیں آئینہ دھوپ ڈھلنے لگی ہے
کس طرح سے بسر شب کریں گے اسیران تنہائی ہو کر
کچھ تو تم بھی کہو دوستو با خدا دھوپ ڈھلنے لگی ہے
پھر رضؔا اب مرا تیرگی سے ہی ہے واسطہ پڑنے والا
ڈوبنے کو ہے سورج مرا رہنما دھوپ ڈھلنے لگی ہے

9اپریل1985